ایک بڑے شہر کی بدنظمی

ہمارے شہروں کے بعض علاقے دوزخ کے مناظر پیش کرتے ہیں۔ گندے پانی کے کھلے نالے بوسیدہ مکانوں کے پاس سے گزرتے ہیں، جن کے آس پاس کوڑے کرکٹ کے ڈھیر لگے ہوتے ہیں۔ گزھوں والی سڑکوں پر عارضی دکانوں اور پھیری والوں کا ہجوم ہوتا ہے، جہاں نیم برہنہ چھوٹے چھوٹے بچے اور لاچار بھک منگے بھیک کے لیے دھکم پیل کرتے ہیں۔ گرد اور اڑتی ہوئی گندگی کی وجہ سے ہوا زہر آلود ہوتی ہے، جس میں دو سٹروک انجنوں کا کچا دھواں بھی شامل ہوتا ہے، جو آلودہ ہوا کو جسمانی صحت کو تباہ کرنے والا ملغوبہ بنادیتا ہے۔ ہر شخص اسی ہوا میں سانس لیتا ہے اور ایسا کرنے پر مجبور ہے، کیونکہ اس کے متعلق وہ کچھ نہیں کرسکتا۔

صاف پانی کا حصول ایک خواب ہے، بلکہ صرف سادہ پانی ملنا بھی ایک عیاشی ہے۔ صحت اور صفائی کے ماحول کا مطلب ہے کوئی بھی کھلی جگہ۔ دن کی روشنی میں یا بھیڑ بھاڑ والی جگہوں پر آرام اور سکون کی تلاش میں پیش آنے والی تکلیفوں کا ذرا تصور کریں، جہاں ہر شخص فی الواقع ایک دوسرے کے سر پر سوار زندگی گزار رہا ہے۔ عورتوں کا اضطراب اور اذیت اس سے بھی زیادہ ہے، کیونکہ انہیں شرم وحیا کا اضافی بوجھ بھی اٹھانا پڑتا ہے۔ خلوت اور تنہائی ایک نامعقول دیکل ہے، جس کا تحمل ایک غریب شخص نہیں ہوسکتا۔ یہ اضطراب اور عذاب کا ایک عکس ہے اور کروڑوں افراد ہر گھنٹے اور ہر دن اسی تباہ کن ماحول میں زندگی بسر کررہے ہیں۔ یہ سب کچھ ماضی کے متعلق نہیں ہے۔ یہ سب کچھ اس وقت یہاں ہے اور ہورہا ہے اور ملک کے ہر درمیانے یا بڑے شہر میں ہورہا ہے۔

یہ منظر نامہ اپنی انتہائی واضح اور صحیح شکل میں کراچی میں نظر آتا ہے۔ آپ یہاں پر کھلے گندے نالے دیکھتے ہیں، جو بڑے بڑے دریاؤں جیسے ہوتے ہیں، یا ایسے دریا جن میں اتنی زیادہ گندگی پھینکی جاتی ہے کہ اوپر کی سطح سخت اور پتھر جیسی بن جاتی ہے، جہاں بچے کرکٹ کھیلتے ہیں۔ یہاں ایک بندرگاہ بھی ہے، جو اتنی زیادہ آلودہ ہے کہ سمندر میں کشتی رانی ایسی نظر آتی ہے، جیسے گندے پانی کی کسی کھائی میں پکنک منائی جائے۔ پانی یہاں اتنا زیادہ نایاب ہے کہ یہ ایک اربوں روپے کا کاروبار بن چکا ہے، جسے مافیا یا مجرموں کے گروہ چلا رہے ہیں۔ وہ پانی کے وسائل کو کنٹرول کرتے ہیں، عیاری یا چوری چھپے نہیں، بلکہ ڈھٹائی کے ساتھ آپ کے سامنے۔ مملکت کی ساری طاقت انہیں چھو بھی نہیں سکتی، حالانکہ ہر شخص کو علم ہے کہ کیا ہورہا ہے۔

شہر کا انفراسٹرکچر ٹوٹا پھوٹا اور بوسیدہ ہے اور یہاں تک کہ اس کے پوش علاقے بھی گندے اور دیکھ بھال سے محروم نظر آتے ہیں۔ یہاں اچھے پارک بہت کم ہیں، کیونکہ اس مقصد کے لیے جو کھلی جگہیں رکھی گئی تھیں، وہ یا تو پکی آبادیوں کی زد میں آگئی ہیں یا ان پر "ڈیویلپرز" نے قبضہ کررکھا ہے، جنہوں نے کسی نہ کسی طریقے سے زمین کی حیثیت ہی تبدیل کرالی ہے۔

اب ہم سن رہے ہیں کہ ایسی ایک اور جگہ خطرے میں ہے، لینڈ مافیا یا ناجائز قبضہ کرنے والے لوگوں کی طرف سے نہیں، بلکہ عظیم امریکہ کی طرف سے نہیں۔ امریکہ کو اپنا قونصل خانہ تعمیر کرنے کے لیے ایک ایسی جگہ الاٹ کی گئی ہے، جو ایک پارک کے لیے مخصوص تھی۔ کراچی کے شہریوں کو اس پر سخت غصہ ہے، مگر حکومت میں کوئی بھی شخص ابھی تک فکرمند نظر نہیں آتا۔ ہوسکتا ہے کہ امریکیوں کو خود ہی اس سے اپنی پی آر کو پہنچنے والے نقصان کا احساس ہوجائے اور وہ کوئی اور جگہ تلاش کرلیں۔ ملک کے عظیم ترین اور قدیم ترین صنعتی پارکوں میں سے ایک کراچی میں ہے، جس کا نام SITE یا سندھ انڈسٹریل ٹریڈنگ اسٹیٹ ہے۔ یہ ملک کی صنعت کے ایک اچھے خاصے بڑے حصے پر مشتمل ہے۔ لیکن وہاں تک پہنچنا ایک اذیت ناک تجربہ ہے۔ وہاں تک پہنچنے کے لیے ان پر ہجوم بازاروں اور تکلیف دہ شہری راستوں سے گزرنا پڑتا ہے، جن کا ذکر اوپر آچکا ہے۔

اس صنعتی پارک کو بندرگاہ سے ملانے والی ایک ہی سڑک ہے، جو اتنی زیادہ خراب حالت میں ہے اور یہاں اس قدر زیادہ ہجوم ہوتا ہے کہ پانچ میل کے سفر میں پانچ گھنٹے یا اس سے زیادہ وقت لگ جاتا ہے۔ یہاں ہونے والی درآمدات اور برآمدات کے حجم کی طرف جب دھیان جاتا ہے، تو حیرت ہوتی ہے کہ سائٹ سے بندرگاہ تک بڑی سڑک کی تعمیر پر کسی نے توجہ نہیں دی۔ ہم اپنے وسائل کو غلط منصوبوں پر لگانے کے ماہر ہوچکے ہیں۔

حکومت، بلکہ ہر حکومت صنعتوں کے لیے خصوصی ماحول پیدا کرنے کی بات کرتی رہی ہے، مگر سائٹ کو ایک نظر دیکھنے سے ہی ہماری حقیقی ترجیحات کا پول کھل جاتا ہے۔ سڑکیں خستہ اور ٹوٹی پھوٹی ہیں، گندے پانی کے نکاس کا معمولی یا کوئی نظام نہیں اور صاف پانی نایاب ہے۔ یہ چیزیں لازمی ہیں خصوصاً ان جگہوں پر، جہاں ہم اپنی "پیداواری مشینیں" چھپا کر رکھتے ہیں، اس کے باوجود اس طرف کوئی معمولی سی توجہ بھی نہیں دیتا۔ کراچی میں امن عامہ کی صورتحال امکانی طور پر ملک میں سب سے زیادہ خراب ہے۔ دن دیہاڑے ڈاکہ ایک ایسی علامت ہے، جس سے کھلم کھلا جبر اور زبردستی ظاہر ہوتی ہے۔ اس شہر میں زندگی کی یہ ایک اور حقیقت ہے۔ سنانے کے لیے ہر شخص کے پاس

ایک اپنی کہانی ہے کہ کس طرح فلاں یا فلاں شخص کسی ٹریفک جام میں یا ٹریفک کے سرخ اشارے پر لوٹا گیا تھا، جبکہ سینکڑوں افراد اطمینان اور سکون کے ساتھ دیکھتے رہے۔

موجودہ حکومت سمیت متعدد ساری حکومتوں نے کراچی کے لیے پیکیجز کے اعلانات کیے ہیں، مگر جب زمینی حقائق پر غور کریں، تو ان میں سے ایک بھی کہیں نظر نہیں آتا۔ اگر کسی نے آخری بار اس شہر میں حقیقی ترقی ہوتے ہوئے دیکھی ہے، تو وہ ذوالفقار علی بھٹو کا دور تھا۔ اس کے بعد ترقیاتی کام کہیں کہیں اور کسی بڑے مقصد کے بغیر ہوئے ہیں۔ شہر کی اہم سڑکوں پر چند خالی اوورز دیکھے جاسکتے ہیں، مگر حقیقی ترقی صرف ڈیفنس ہاؤسنگ سکیموں میں نظر آتی ہے۔ ہوسکتا ہے کہ حکومت بہت مہربانی کرتے ہوئے سارے کراچی شہر کو کنٹونمنٹ بنانے کا اعلان کردے، تاکہ یہ بھی ترقی کرسکے۔ اب جبکہ ہم اس موضوع پر بات کررہے ہیں، حکومت سارے ملک کو ایک کنٹونمنٹ بنانے پر غور کیوں نہیں کرتی؟ ہم نے زیادہ عرصہ کسی نہ کسی قسم کی فوجی حکمرانی میں گزارا ہے اور اس بات کا کوئی اشارہ نہیں ملتا کہ کوئی تبدیلی آئے گی، لہٰذا ہم اپنے متعلق کیوں نہ سمجھ لیں کہ ہم فوجی لشکر گاہ میں رہ رہے ہیں؟ اس طرح باقی ملک کو بھی چھاؤنیوں جیسی ترقی کے فائدے مل جائیں گے۔ کیا ہمیں یہ کام لیاری سے شروع کردینا چاہئے؟

کراچی میں چار سو سے زائد باضابطہ کچی آبادیاں ہیں، جن میں سے ایک کنجان آباد لیاری بھی ہے۔ اس کا مطلب یہ ہوا کہ حکومت تسلیم کرچکی ہے کہ اس کی زمین پر زبردستی قبضہ کیا گیا ہے۔ اس کا یہ مطلب بھی ہے کہ اس علاقے میں مکانات کسی قسم کی سہولتوں یا کسی منصوبے کے بغیر تعمیر کیے گئے ہیں۔ ان جگہوں پر لوگوں نے بجلی اور تھوڑا بہت پانی کس طرح حاصل کیا ہوگا، یہ سوچ کر دماغ چکرا جاتا ہے۔

اب بھی وقت ہے کہ حکومت کراچی کے مسائل کے متعلق کنی کترانے سے پرہیز کرے۔ یہ ہمارا سب سے بڑا شہر ہے اور ہماری واحد حقیقی بندرگاہ ہے۔ ہم اس کے مسائل کے متعلق محض زبانی جمع خرچ نہیں کرسکتے۔ اگر صدر بش زبان کا حلیہ بگاڑ سکتے ہیں اور دہشت گردی کے خلاف جنگ کا اعلان کرسکتے ہیں، تو پھر ہم کراچی کی مایوسیوں کے خلاف جنگ کا اعلان کیوں نہیں کرسکتے؟

ہمیں ضرورت ہے کہ کراچی کے لیے نہ صرف مناسب وسائل مختص کیے جائیں، بلکہ خصوصی طریق کار بھی عمل میں لائے جائیں۔ کراچی کی سٹی ڈسٹرکٹ گورنمنٹ، جو اختیارات کی نچلی سطح تک منتقلی کی میراث ہے، یہ کام کرنے کے قابل نہیں۔ یہ کام بہت بڑا ہے۔ پرانی کراچی ڈویلپمنٹ اتھارٹی کو دوبارہ زندہ کرنا چاہئے، لیکن اس بار مکانات کی تعمیر کے لیے نہیں، بلکہ کراچی شہر کی تعمیر کے لیے!!

بصورتِ دیگر کراچی ایک ٹائم بم ہے، جو کسی وقت بھی پھٹ سکتا ہے۔ خاصے بڑے وسائل مختص کرنے اور میکانزم پر مناسب عملدرآمد کے علاوہ جرائم میں کمی کے لیے اہم اقدامات کیے جانے چاہئیں۔ اگر اس کا مطلب محکمے کو بنانے، سنوارنے یا کراچی کے لیے ایک خصوصی محکمہ قائم کرنا ہے، تو پھر بھی یہ کام ضرور ہونا چاہئے۔ ہمیں ہاتھ پر ہاتھ دھرے خاموش تماشبین بیٹھے رہنا چاہئے اور اس عظیم عروس البلاد کو غرق نہیں ہونے دینا چاہئے۔

(بشکریہ: "دی نیوز"۔ ترجمہ: ریحان قیوم) ☆